اسلام کا ایک انداز ابلاغ

ان صفحوں میں اسلام کے ابلاغ کی بات چل گئی ہے، تو چلئے! باتوں باتوں میں ایک بات یہ بھی سہی۔ کھلی ہوئی بات ہے، اسلام پیغام ہے۔ پیغام کو ابلاغ کی ضرورت بہر حال ہوتی ہے۔ پھر ابلاغ کا مقصد 'سنانا' ہی نہیں ہوتا بلکہ ؎

شاید کہ ترے دل میں اتر جائے مری بات

دل میں اتار کر پیغام کو من میں بٹھا دینا ابلاغ کا حتمی مقصد ہوتا ہے۔ یہ مقصد جس ذریعہ سے حاصل ہو، وہ ابلاغ کا کام ہی کہا جائے گا۔ کان یوں بھی سنی کو ان سنی کرنے میں ماہر ہوتے ہیں، سن بھی لیتے ہیں تو ایک کان سے، دوسرے کان سے نکال دینے کے عادی ہوتے ہیں۔ یعنی بات سننا نہیں سن کر دینا ان کا محبوب مشغلہ ہوتا ہے۔

اسلام کی بات میں کانوں کو درکنار کرتے ہوئے بھی دل میں بیٹھ جانے اور من کو بھا جانے کی بات ضرور ہے۔ اسے 'سیدھا ابلاغ' تو کہہ نہیں سکتے، ہاں! خاموش ابلاغ یا 'زبان بیزبانی' کہا جا سکتا ہے۔ یہ زبان اقبال جیسے فلسفی نما شاعر (شاعر کا فلسفی) کو پتہ نہیں کتنا پھلا دیتی ہے ؎

نہیں منت کش تاب شنیدن داستاں میری
خموشی گفتگو ہے بیزبانی ہے زباں میری

اقبال کو بیزبانی کا گر کیسے اور کتنا آتا ہے، ہمیں اس سے کچھ لینا دینا نہیں ہے۔ ہمیں تو اسلام کی بات سے مطلب ہے۔ اسلام کی خموش گفتگو اور 'بیزبانی کی زبان' وہ ہے جہاں اسلام کی ابلاغی قوت بآسانی دیکھی جا سکتی ہے۔ اسلام کی ایک ایک بات میں اس خاموش ابلاغ کا جلوہ نظر آتا ہے۔ ایک نماز کو دیکھئے۔ ایک یا کچھ لوگوں کا ایک طرف منہ کئے ایک ساتھ (ایک لے میں) اٹھنا بیٹھنا۔۔۔ (چڑھتے سورج کی پوجا کا شائبہ ہونے نہیں پاتا) سورج نکلنے کے پہلے پھر دو پہر بعد ڈھلتے ہوئے سورج، پھر سورج ڈوب جانے کے بعد بھی مختلف وقتوں میں وہی مشق، جاڑا گرمی برسات، لو دھوپ، آندھی پانی، سوکھا طوفان سے بے پرواہ وہی ایک دھن، وہی ایک لے، وہی ایک ساز، وہی ایک انداز۔۔۔ کیا یہ سب عام تجسس اور کشش کو ابھارنے کا فطری کام نہیں کرتے؟ انہی فطری جذبات کا بار بار ابھرنا کسی پائیدار نفسیاتی اثر کے لئے کافی ہے۔ یہی تو ابلاغ خصوصاً خاموش ابلاغ کا بولتا ہوا مقصد ہے۔ اسی طرح روزہ بھی ایک عام نفسیاتی فضا بناتا ہے جو ایک طرف اپنوں کو تگڑے نفسیاتی دباؤ میں

لے کر امر بالمعروف کے کام کو انجام تک پہنچا تا ہے تو دوسری طرف دوسروں میں عام تجسس و کشش ابھارنے کا سبب ہوتا ہے۔ پھر وہی اثر دکھائی دیتا ہے جو ابلاغ کا دلبر ہوتا ہے۔ یہ اسلام کے خاموش ابلاغ کا اثر ہی تھا کہ اڑیل اکڑ و عرب کے چٹیل ریگستان میں اسلام کے فروغ کی گاڑی چلی نہیں، بڑی اسمودلی دوڑی اور دوڑتی چلی گئی۔ (یہ تاریخی بات تاریخ تک محدود کیوں ہو گئی، عصری روانی کے ساتھ کیوں نہیں دکھائی دیتی، اس پر پھر کبھی بات ہوگی)

اتنی تو بات ہے کہ اسلام کا خاموش ابلاغ بڑا عام بھی ہے اور تہہ در تہہ پنہاں بھی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ آنے والا مہینہ 'رجب المرجب' اسلام کے اس خاموش ابلاغ کے نام ہے۔ اسی مہینہ میں اسلامی ابلاغ (وتبلیغ) کا رسمی افتتاح ہوا (بعثت)۔ آگے چل کر اس مہینہ کو چار چاند بھی لگے۔ اسلامی ابلاغ کے چار چار سورج اسی مہینے میں طلوع ہوئے۔ اس کی تیرہویں تاریخ اسلامی ابلاغ کے قوی ترین اور نمایاں ترین مظہر اور اسلام کے جیتے دوامی سلسلۂ ابلاغ کے ہراول کا برآمد ہونا ہے

صلوات بر محمدؐ و صل علیٰ علیؑ

پہلی رجب کو اسلامی ابلاغ کے سب سے بڑے عملی مظاہرہ (نمائش Exhibition نہیں بلکہ Demonstration وہ بھی آج کے سیاسی प्रदर्शन جیسا نہیں) کربلا کے 'شہادت نامہ' کی معصومانہ خاموش ابلاغی گواہی میں دوسرے اور تکمیلی گواہ کی آمد آمد ہے۔ اسی طرح پانچویں اور دسویں رجب کو اسلام کے دو اور ابلاغی مناروں کی روشنی کا تعارف ہوتا ہے۔

یہ تو رہی مسرت کی نویدوں کی بات۔ لیکن اس مہینہ کے حوالہ سے اسلامی ابلاغی منظر نامہ پر کچھ بڑے غم انگیز چھینٹے بھی ملتے ہیں۔ اسلام اور رسولؐ اسلام کے سب سے بڑے محافظ و محسن اور خاموش اسلامی ابلاغ کے اولین نشان (جناب ابوطالبؑ) کی رحلت حسرت علامت کی تاریخ (بروایتے) اس مہینہ کی چھبیسویں ہے۔ اس کی وارث پوتی اور سب سے نازک وقت میں اسلام کی بات رکھنے والی موثر ترین تاریخی علامت اور اسلام کے خاموش ابلاغ کی پردہ دار کے (دنیا سے) پردہ کر لینے کا دن بھی بروایتے اسی مہینہ کا چودھواں دن ہے۔ اسی طرح اسلام کے خاموش ابلاغ کا سب سے منظم اور سب سے نمایاں قافلہ کی افتتاحی روانی بھی (بروایتے) اس مہینہ کے تحت الشعاع (کالی اماوسیا) کی ڈبڈباتی صبح کو ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد اسی مہینہ کی پچیسویں تاریخ نے ایک عجیب جانگداز منظر دکھایا جب اسلامی ابلاغ کی خاموش نشانی کا بیڑی پڑا لاشہ نظر آیا جو خود میں اسلام اور بے گناہ اسلامی قیادت کی مظلومیت کا جیتا جاگتا خاموش ابلاغ بن گیا۔

اس مہینہ کا پیغام یہی ہے کہ اسلام کے اس خاموش ابلاغ میں آج بھی جان ہے اور قوت بھی لیکن نہ جانے کیوں اس کی جان پر کچھ بن آتی ہے۔ خدا نہ کرے ہم اس کے سبب ہوں خدا ہمارے مسلم سماج کو سچا اسلامی معاشرہ کر دے کہ اسلام کا خاموش ابلاغ اپنی فطری قوت و روانی کے ساتھ اپنا عصری نقش (اور نقشہ) جما سکے۔

(م۔ر۔عابد)